موسوعہ فقہیہ اور اس کا اُردو ترجمہ☆

خالد سیف اللہ رحمانی

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ سيد المرسلين وعلىٰ آلهٖ وصحبه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلىٰ يوم الدين .

بزرگانِ محترم، صدر عالی قدر! یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلامی علوم میں فقہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے، ایک طرف اس کا مصدر ومنبع کتاب اللہ اور سنت رسول ہے اور پورا فقہی ذخیرہ براہ راست یا بالواسطہ اس سے ماخوذ ہے، جو علم صحیح ومعصوم کا سب سے اہم ذریعہ ہے، دوسری طرف یہ پوری طرح انسانی زندگی سے مربوط ہے اور دنیا میں آنے سے لے کر جانے تک زندگی کے ایک ایک لمحہ اور انسان کی متنوع حیات مستعار کے ایک ایک گوشہ میں رہنمائی کرتا ہے، اس لئے ہر دور میں فقہ اسلامی اپنے عہد کی عظیم علمی شخصیتوں کی توجہ کا مرکز رہا ہے۔

موجودہ دور چوں کہ صنعتی ترقی، وسائل ابلاغ اور ذرائع مواصلات کے فروغ اور نئے افکار ونظریات کے ظہور کا دور ہے اور ان ترقیات کی وجہ سے پوری دنیا ایک گاؤں میں تبدیل ہوچکی ہے؛ اس لئے نئے مسائل کے پیدا ہونے کی رفتار گذشتہ صدیوں کے مقابلہ کہیں تیز ہے، فقہاء ہی ان مسائل کا حل پیش کر سکتے ہیں اور مسلمانوں کی رہنمائی کر سکتے ہیں کہ وہ بدلے ہوئے حالات میں کس طرح اپنے مسائل پر احکام شریعت کو منطبق کریں؟ اس لئے عصر حاضر میں بھی فقہ اسلامی کو علماء ومحققین کی خصوصی توجہ حاصل رہی ہے۔

اس دور میں جو فقہی خدمات انجام دی گئیں ہیں، ان کو ہم بنیادی طور پر تین زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں: منہج فقہ، اُصولِ فقہ اور احکامِ فقہ — فقہی منہج کے سلسلہ میں دو باتیں خاص طور پر قابل لحاظ ہیں :

الف : رسول اللہ ﷺ نے احکام شریعت پر غور کرنے کا انفرادی طریقہ بھی بتایا اور اجتماعی بھی، انفرادی اجتہاد کی اصل وہ حدیث ہے، جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجے جانے کے واقعہ سے متعلق ہے :

إن رسـول الله صـلى الله عليه وسلم لما أراد أن يبعث معاذاً إلى اليمن

☆ تعارفی کلمات جو بہ موقع تقریب رسم اجراء اُردو ترجمہ موسوعہ فقہیہ پیش کئے گئے۔

قال : (کیف تقضي إذا عرض لک قضاء) ، قال : اقضی بکتاب الله ، قال : (فإن لم تجد في کتاب الله ؟) قال : فبسنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ، قال : (فإن لم تجد في سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم ولا فی کتاب الله ؟) قال : أجتهد برأیی ولا آلو ، فضرب رسول الله صلی الله علیه وسلم صدره فقال : (الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله صلی الله علیه وسلم لما یرضي رسول الله) . (۱)

اوراجتماعی اجتہاد کی نظیر حضرت علیؓ کی یہ روایت ہے :

قلت : یا رسول الله صلی الله علیه وسلم إن نزل بنا أمر لیس فیه بیان أمر ولا نهي ، فما تأمرنا ؟ قال : تشاوروا الفقهاء والعابدین ولا تمضوا فیه رأي خاصة ، رواه الطبراني في المعجم الأوسط ، ووثق رواته الهیثمي وقال : رجاله موثقون من أهل الصحیح . (۲)

صحابہ میں حضرت عمرؓ نے ، تابعین میں مدینہ کے فقہاء سبعہ نے اور ائمہ متبوعین میں امام ابوحنیفہؒ نے خاص طور پر اس منہج کو اختیار کیا، موجودہ دور میں علم وتحقیق کے میدان میں کم حوصلگی، ورع وتقویٰ اور خشیتِ الٰہی میں کمی اور صورت مسئلہ سے علماء شریعت کی اس بناء پر کم آگہی — کہ وہ جدید سائنسی تحقیق سے متعلق ہیں — کی وجہ سے اجتماعی طریقہ اجتہاد ہی محفوظ اور آسان راستہ ہے، اس لئے اس دور میں نئے مسائل کی بابت اجتماعی اجتہاد کی طرف رجحان بڑھا ہے؛ اسی پس منظر میں عالم اسلام میں بھی اور غیر مسلم اکثریت ممالک میں بھی مجامع فقہیہ قائم کی گئی ہیں، انھیں میں سے ایک ''اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا'' بھی ہے۔

ب : دوسرا اہم رجحان تقلید کے باوجود حسبِ ضرورت مختلف دبستانِ فقہ سے استفادہ کا ہے؛ کیوں کہ اس دور میں جو مسائل پیدا ہوئے ہیں، کسی ایک فقہ کے دائرہ میں رہتے ہوئے ان کو حل کرنا دشوار ہے؛ اس لئے ہندوستان اور اس جیسے ممالک جہاں اُمت اسلامیہ کا تعامل تقلید پر ہے اور جہاں علماء اور اصحابِ فکر بجا طور پر اسے دین پر چلنے کا محفوظ طریقہ سمجھتے ہیں، وہاں بھی ایک دبستانِ فقہ سے وابستگی کے باوجود دوسرے مکاتب فقہ سے

---

(۱) أبوداود، حدیث نمبر:۳۵۹۲، باب اجتهاد الرأی في القضاء، نیز دیکھئے: سنن ترمذي ، باب ماجاء في القاضي کیف یقضي؟ حدیث نمبر:۱۳۲۷۔

(۲) مجمع الزوائد:۱/۱۷۸۔

استفادہ کا رجحان بڑھا ہے؛ کیوں کہ تمام فقہاءِ سلف کے اجتہادات شریعت ہی کے دائرہ میں ہیں اور ایک فقہ سے دوسری فقہ کی طرف عدول ''ہجرت من الدین إلی الدین'' ہے نہ کہ ''ہجرت من الدین إلی الدنیا''، اسی لئے اس دور میں فقہ مقارن پر متعدد اعلیٰ درجے کی تصنیفات بھی منظر عام پر آئی ہیں۔

فقہی اُصول وقواعد کے سلسلہ میں دو کام بڑے اہم ہوتے ہیں :

الف : تقعید —— یعنی فقہی قواعد سازی، قواعد فقہ کا موضوع ویسے بہت قدیم ہے، احادیث وآثار میں بھی بعض قواعد ہیں، امام محمد اور امام شافعی کی کتابوں میں بھی بہت سے قواعد مل جاتے ہیں اور چوتھی صدی ہجری اور اس کے بعد اس فن پر درجنوں کتابیں لکھی گئی ہیں؛ لیکن موجودہ دور میں فقہی قواعد وضوابط کے استقراء اور تتبع کی جو کاوشیں ہو رہی ہیں، وہ قواعد فقہیہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے، جس میں مختلف فقہی ابواب سے متعلق قواعد کو جمع کرنے، کتاب وسنت سے ان کی اصل تلاش کرنے اور فقہاء کے اجتہادات کی روشنی میں یہ متعین کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ کن کن ابواب میں یہ قاعدہ قابل عمل ہے؟ نیز نئے مسائل کے حل میں ان سے مدد لینے کا عمومی رجحان پیدا ہوا ہے، اس سلسلہ میں ''مجمع الفقہ الاسلامی الدولی، جدہ'' کے زیر نگرانی جو کام ہو رہا ہے، وہ بہت ہی قابل تحسین ہے اور جب یہ کام مکمل ہوگا تو اپنے موضوع پر انشاء اللہ ایک انسائیکلوپیڈیا ہوگا۔

ب : دوسرا اہم کام ''مقاصدِ شریعت'' سے متعلق اُصول کی تنقیح وتوضیح کا ہے، یوں تو مقاصدِ شریعت کا ذکر امام غزالیؒ، امام الحرمینؒ، علامہ عز الدین ابن عبد السلامؒ وغیرہ نے بھی کیا ہے اور متاخرین میں علامہ ابو اسحٰق شاطبیؒ نے اس پر نہایت بصیرت مندانہ اور چشم کشا گفتگو کی ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ انھوں نے شریعت کے مقاصد ومصالح کو منقح کر کے غور وفکر کا ایک نیا راستہ لوگوں کو دکھایا ہے؛ لیکن موجودہ دور میں مقاصدِ شریعت پر خصوصی توجہ دی گئی ہے؛ بلکہ اسے ایک مستقل علم کی حیثیت سے متعارف کرایا جا رہا ہے؛ اگرچہ یہ بات قابل غور ہے کہ کیا محض مقاصد کو سامنے رکھ کر فتاویٰ دیئے جا سکتے ہیں اور یہ کہنا مداہنت ہوگا کہ ''مقاصد شریعت'' کو سامنے رکھتے ہوئے بعض اہل علم کی طرف سے جو اجتہادات سامنے آرہے ہیں، وہ سب کے سب قابل قبول ہیں؛ لیکن بہر حال شریعت اسلامی کی منطقیت، اس کی عقل وفطرت سے ہم آہنگی اور شریعت کے مزاج ومذاق کو سمجھنے کے لئے ان اُصولوں کی بڑی اہمیت ہے۔

احکامِ فقہ کے سلسلہ میں ایک کام تو اجتہاد واستنباط کا ہوا ہے، اور وہ ہے اس دور میں پیدا ہونے والے نئے معاشی اور سیاسی اداروں کے اسلامی متبادل کی تلاش، جیسے: اسلامک بینکنگ، اسلامی تکافل، اسلامی اسٹاک ایکسچینج یا موجودہ جمہوری نظام کو اسلام کے سیاسی احکام سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش وغیرہ۔

دوسرا کام جمع وترتیب اور تعبیر وتسہیل کا ہے، اس نقطۂ نظر سے تین طرح کے کام ہو رہے ہیں: تقنین، تسہیل اور موسوعات کی تیاری۔

’’تقنین‘‘ سے مراد احکام شریعت کو دفعہ وار طریقہ پر مرتب کرنا ہے، اس کام کی ابتداء غالباً خلافت عثمانیہ کے ’’مجلۃ الأحکام العدلیۃ‘‘ سے ہوئی، اس کے بعد موجودہ دور میں مختلف حکومتوں نے سرکاری سطح پر اور شخصیتوں نے انفرادی سطح پر اس کام کو انجام دینے کی کوشش کی ہے، ہندوستان میں مسلم پرسنل لا بورڈ کے تحت ’’مجموعۂ قوانین اسلامی‘‘ کے نام سے مسلم پرسنل لا کے ضمن میں آنے والے مسائل کی دفعہ وار ترتیب بھی اس سلسلہ کی ایک اہم اور قابل ذکر خدمت ہے۔

دوسرا کام فقہی مضامین کی تسہیل وتیسیر کا ہوا ہے، اور مختلف کتابیں ’’**الفقه الميسر**‘‘ یا ’’**الفقه المنهجی**‘‘ کے نام سے یا کسی اور عنوان سے تالیف کی گئی ہیں اور انھیں قبولیت حاصل ہو رہی ہے۔

تیسرا کام جو بعض پہلوؤں سے ان تمام کاموں سے زیادہ اہم ہے، وہ ہے موسوعات کی ترتیب کا رجحان —— اس وقت مختلف اسلامی علوم میں موسوعات کی تیاری کا کام چل رہا ہے، انفرادی طور پر بھی اس طرح کی خدمت انجام دی جارہی ہے، میرا خیال ہے کہ ایسی انفرادی کوششوں میں ڈاکٹر رواس قلعجی کی کاوشیں خاص طور پر قابل تحسین ہیں کہ ان کے ذریعہ بعض ان فقہاء کی خدمات بھی زندہ ہوئی ہیں، جن کی فقہ ناپید ہو چکی تھی اور جن کی آراء مختلف کتابوں میں بکھری ہوئی تھیں، اس اہم کام کو اس کی شان کے مطابق انجام دینے کے لئے اجتماعی کاوشیں بھی ہو رہی ہیں اور اس سلسلہ میں سب سے بڑا کام ؛ بلکہ کارنامہ وزارت اوقاف کویت کے زیر نگرانی مرتب ہونے والی ’’موسوعہ فقہیہ‘‘ ہے، جس کو اس صدی کی سب سے بڑی فقہی خدمت قرار دیا جاسکتا ہے اور جس کی ترتیب وتبویب میں عالم اسلام کے جلیل القدر اور عمیق النظر فقہاء شامل رہے ہیں۔

میرے حقیر مطالعہ کے مطابق اس موسوعہ کی درج ذیل خصوصیات خاص طور پر قابل ذکر ہیں :

۱- اس کی ترتیب حروف تہجی پر ہے، اس لئے اگر مطلوبہ کلمہ یا اس کا مادہ معلوم ہو، تو بآسانی مطلوبہ مواد تلاش کیا جاسکتا ہے۔

۲- فقہ کی بعض کتابوں کی عبارتیں بہت دقیق اور مغلق ہیں، فقہ مالکی کی بہت سے تصنیفات اور فقہ حنفی کی بعض متون کا خاص طور پر اس سلسلہ میں ذکر کیا جاسکتا ہے، موسوعہ فقہیہ میں عبارت کو حتی المقدور سہل اور آسان رکھنے کی کوشش کی گئی ہے اور بعض مشکل مسائل کو بھی آسان تعبیر میں پیش کیا گیا ہے۔

۳- اس کی ایک اہم خصوصیت اس کی جامعیت ہے، ہر لفظ کے تحت اس کے لغوی معنی، اصطلاحی تعریف، قریب المعنی اصطلاحات کے درمیان فرق سے لے کر اس لفظ کے ذیل میں آنے والی زیادہ سے زیادہ جزئیات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۴- اہل سنت والجماعت کے چاروں دبستانِ فقہ —— حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی —— کے نقاطِ نظر اور ان کے

دلائل کو انصاف کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، تمام آراء کا احترام ملحوظ رکھا گیا ہے اور فقہی تعصبات سے اوپر اُٹھ کر گفتگو کی گئی ہے۔

۵- تمام فقہاء کی آراء خود ان مذاہب کے مستند مراجع سے نقل کی گئی ہیں؛ کیوں کہ ایک دبستانِ فقہ سے وابستہ لوگ جب دوسرے دبستانِ فقہ کی آراء کو نقل کرتے ہیں تو بھول چوک کا امکان ہوتا ہے، یا وہ مذہب کے غیر راجح قول کو راجح سمجھ کر نقل کر دیتے ہیں، پھر مرتبین نے اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ کسی مسئلہ کے نقل کرنے میں ایک ہی کتاب پر اکتفاء نہیں کیا جائے؛ بلکہ متعدد مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے اور اگر مشائخ مذہب کے درمیان قولِ مستند کے سلسلہ میں اختلاف ہو تو اس پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، نیز احادیث وآثار کو بھی اصل مراجع سے نقل کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اس طرح یہ کتاب دستاویزی حیثیت کی حامل ہوگئی ہے اور فقہاء کے لئے ایک مستند مرجع کا درجہ رکھتی ہے۔

۶- یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حالاں کہ اس موسوعہ کی ترتیب میں بہت سے اہل علم شامل رہے ہیں؛ لیکن منہج میں بڑی حد تک یکسانیت پائی جاتی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تدوین کمیٹی نے لکھنے والوں کے لئے ایک منہج متعین کر کے کام کرایا ہوگا۔

۷- فقروں پر نمبر اندازی کی گئی ہے، اس کی وجہ سے مسائل کے تلاش کرنے اور ان کا حوالہ دینے میں سہولت ہوتی ہے۔

۸- اس بات کا بھی اہتمام کیا گیا ہے کہ ہر جلد کے ساتھ ان شخصیات کے تراجم بھی تحریر کر دیئے جائیں، جن کا اس جلد میں ذکر آیا ہے، اس سے قارئین کو بڑی سہولت حاصل ہوتی ہے کہ انھیں فقہاء کے احوال جاننے کے لئے کسی اور کتاب سے مراجعت کی ضرورت نہیں رہتی اور مختلف عہد کے فقہاء کے نقاطِ نظر میں کیا اختلاف پایا جاتا ہے؟ آسانی سے اس کا تجزیہ کیا جا سکتا ہے۔

۹- اتنی وسیع الاطراف اور حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہونے والی کتاب میں تکرار کا پایا جانا فطری بات ہے؛ کیوں کہ بہت سی اصطلاحات متداخل، اور بہت سے مضامین ایک دوسرے سے مربوط ہیں؛ لیکن اس کتاب میں بڑی حد تک تکرار سے بچنے کی کوشش کی گئی ہے اور اسی لئے یہ طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مترادف اور متقارب الفاظ کے حوالہ دیئے جانے پر اکتفاء کیا جاتا ہے اور ایک ہی جگہ شرح وبسط سے گفتگو کی جاتی ہے۔

۱۰- کتاب کی کتابت اور طباعت میں بھی اعلیٰ معیار کو ملحوظ رکھا گیا ہے، علمی اور تحقیقی کتابوں کے شایانِ شان صفحات کے سائز ہیں، آسانی کے لئے ان کو دو کالمی رکھا گیا ہے، متن اور حاشیہ کے حروف کے حجم میں فرق رکھتے ہوئے ایسا سائز منتخب کیا گیا ہے کہ پڑھنے والوں کو دشواری نہ ہو، نیز مرکزی عنوان، ذیلی عنوان، متن

اور حاشیہ کے حروف کے سائز پوری کتاب میں یکساں رکھے گئے ہیں۔

واقعہ ہے کہ یہ کتاب اپنی جامعیت، استناد واعتبار اور اُسلوب و بیان کے اعتبار سے اس حقیر کی رائے میں اس صدی کا سب سے بڑا فقہی کارنامہ ہے، اس کتاب میں اُصولِ فقہ کے مباحث نہیں آئے ہیں اور اس کے لئے مستقل طور پر — جیسا کہ معلوم ہوا ہے — ''الملحق الأصولي'' کی ترتیب کا کام جاری ہے، اس کے مکمل ہونے کے بعد انشاء اللہ اس کی افادیت اور جامعیت میں مزید اضافہ ہوجائے گا، اور جب بھی اس عہد کی علمی وفقہی خدمات کی تاریخ لکھی جائے گی، اس موسوعہ کے ذکر کے بغیر وہ ادھوری ہوگی، اس سلسلہ میں وزارت اوقاف کویت کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے اور خود مملکت کویت کا بھی، کہ کویت حجم کے اعتبار سے چھوٹا ملک ہے؛ لیکن اسلامی علوم کی نشر واشاعت اور اسلامی کاز کی تائید وتقویت کے اعتبار سے اس کی خدمات بہت ہی وسیع ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت اور افادیت کا تقاضہ ہے کہ مختلف زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو، برصغیر کے لوگوں کے لئے خوشی کی بات ہے کہ سب سے پہلے اس کا ترجمہ اُردو زبان میں ہوا ہے، اُردو زبان دنیا میں سب سے زیادہ بولی جانے والی چھ زبانوں میں سے ایک ہے، اس زبان کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کی گود میں پیدا ہوئی ہے، یوں تو اس میں دنیا کی مختلف زبانوں کے الفاظ موجود ہیں؛ لیکن سب سے زیادہ عربی، فارسی اور ہندی کے الفاظ ہیں، ایک صاحبِ نظر عالم کے تجزیہ کے مطابق تقریباً ساٹھ فیصد قرآنی الفاظ اپنی اصل صورت میں یا تبدیلی کے ساتھ اُردو میں شامل ہیں، بہت سی اسلامی تعبیرات اُردو زبان کا جزو لاینفک بن گئی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اُردو کے غیر مسلم ادباء بھی ''سبحان اللہ، ماشاء اللہ اور الحمد للہ وغیرہ'' کہے بغیر اپنی بات پوری نہیں کر پاتے، حمد ونعت اُردو شاعری کی مستقل صنفیں مانی گئی ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ کی تعریف اور رسول ﷺ کی توصیف کی جاتی ہے، اُردو زبان کی پہلی نثر ''معراج العاشقین'' کو قرار دیا جاتا ہے، جو تصوف کے موضوع پر خواجہ گیسو درازؒ کی تصنیف ہے، اور اُردو کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر ولی دکنی ہیں، جو ایک صوفی شاعر تھے، اور جن کے اشعار میں اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات رچی بسی ہیں، غرض کہ اُردو کے روزِ پیدائش سے ہی اسلام سے اس کا رشتہ قائم ہے، اس نے علامہ اقبال جیسا شاعر دنیا کو دیا ہے، اسی زبان میں قرآن مجید کے سب سے زیادہ ترجمے پائے جاتے ہیں اور اُردو کے بالکل ابتدائی دور میں ہمیں سید شاہ مراد اللہ سنبھلی کی ''تفسیر مرادیہ'' ملتی ہے، اس وقت برصغیر میں تقریباً ۳۵ کروڑ مسلمانوں کی زبان اُردو ہے، اس کے علاوہ یورپ، امریکہ اور مختلف علاقوں میں اُردو بولنے والے مسلمانوں کی کثیر تعداد بستی ہے، اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو شاید مسلمانوں میں سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان ''اُردو'' ہی ہوگی۔

اس لئے اس زبان کا حق تھا کہ اس عظیم الشان کتاب کے ترجمہ میں اس کو اولیت حاصل ہو؛ چنانچہ اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا وزارت اوقاف کویت کی بے حد شکر گذار ہے کہ اسے اس موسوعہ کے اُردو ترجمہ کا موقع دیا گیا

اور اکیڈمی نے بھی پورے اہتمام اور دقت نظر کے ساتھ اس فریضہ کو انجام دیا، جواب اپنے آخری مرحلہ میں ہے، اکیڈمی نے اس ترجمہ میں جن اُمور کو ملحوظ رکھا ہے اور جو اہتمام کیا ہے، ان کا تذکرہ بھی مناسب ہوگا :

الف : ترجمہ ایک مشکل فن ہے ؛ بلکہ بعض دفعہ ترجمہ کا کام اصل تالیف سے زیادہ مشکل ہوجاتا ہے ؛ کیوں کہ مؤلف اظہار وتعبیر میں آزاد ہوتا ہے اور مترجم مؤلف کی تعبیر کا پابند، ترجمہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ دونوں زبانوں کے محاورات اور اسالیب بیان سے اچھی طرح واقف ہو، چنانچہ مترجم کا انتخاب کرتے ہوئے اکیڈمی نے اس بات کو خاص طور پر ملحوظ رکھا ہے۔

ب : کتاب جس موضوع کی ہو، ضروری ہے کہ مترجم اس موضوع اور فن سے مناسبت رکھتا ہو؛ تاکہ اصطلاحات واستعارات کے مفاہیم درست طریقہ پر متعین کرسکے، اسی لئے موسوعہ کے ترجمہ کے لئے اکیڈمی نے عام طور پر فقہ کے اساتذہ اور افتاء وقضاء سے مربوط شخصیتوں کا انتخاب کیا اور انھیں سے یہ خدمت لی۔

ج : اس بات کی بھی کوشش کی گئی ہے کہ ترجمہ میں برجستگی باقی رہے، ترجمہ پن پیدا نہ ہو، اور ممکن حد تک سہل وعام فہم زبان استعمال کی جائے، جملوں کی ترکیب اُردو زبان کے مزاج کے مطابق ہو اور رموزِ تحریر کی پوری پوری رعایت رکھی جائے۔

د : فقہی اصطلاحات کو اصل شکل میں باقی رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، ترجمہ کرتے ہوئے ایسی تعبیرات اختیار کی گئی ہیں کہ فقہی حدود وقیود سے تجاوز نہ ہوجائے۔

ان تمام اُمور کی رعایت ملحوظ رکھنے کے لئے ترجمہ کے کام کو پانچ مراحل پر تقسیم کیا گیا تھا :

۱- پہلا مرحلہ مترجمین کی تعیین کا تھا، اس کے لئے پورے ملک سے کہنہ مشق اور باصلاحیت فضلاء سے ترجمہ کے نمونے طلب کئے گئے اور ایک کمیٹی نے اصل اور ترجمہ کا تقابل کرکے مترجمین کا انتخاب کیا۔

۲- پھر مختلف افراد کو مختلف جلدوں کے ترجمہ کی ذمہ داری سونپی گئی، ترجمہ اور رموزِ تحریر کے استعمال کے سلسلہ میں ایک تفصیلی ہدایت نامہ مرتب کرکے انھیں بھیجا گیا اور اس کی روشنی میں ان حضرات نے ترجمہ کیا اور اگر کہیں موسوعہ کی عبارت سمجھنے میں دقت ہوئی تو اصل مراجع —— جن کا حوالہ دیا گیا تھا —— سے بھی مراجعت کی گئی۔

۳- ترجمہ کے بعد ایک اور فاضل کو —— جو نسبتاً زیادہ تجربہ رکھتے تھے —— اس پر نظر ثانی کی ذمہ داری دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ وہ صرف ترجمہ کی عبارت دیکھنے اور اس کے نوک و پلک درست کرنے پر اکتفاء نہ کریں ؛ بلکہ اصل عبارت سے بھی تقابل کریں۔

۴- اس کے بعد نظر نہائی کی ذمہ داری ایسے افراد کو سونپی گئی، جو تالیف وترجمہ میں زیادہ فائق وبااعتماد ہوں، ان سے کہا گیا کہ وہ نظر ثانی شدہ ترجمہ کو اصل سے ملائیں اور اپنے ساتھ ایک اور معاون کو رکھیں اور دونوں

مل کر نظر ڈالیں؛ تاکہ زیادہ بہتر طور پر کام ہو سکے اور فنی ولسانی فرد گذاشتیں نظر انداز نہ ہو جائیں۔

۵- ان مراحل سے گذرنے کے بعد ترجمہ وزارت اوقاف کویت کو بھیجا جاتا ہے، انھوں نے اپنے یہاں دو تین اُردو داں اصحابِ نظر علماء کی کمیٹی رکھی ہے، جو اس پورے کام کا ناقدانہ جائزہ لیتی ہے اور حرف حرف پڑھ کر اپنے ''ملاحظات'' لکھتی ہے، پھر اس کے مطابق ترجمہ کی تصحیح کی جاتی ہے۔

اس طرح ان مراحل سے گذر کر اس ترجمہ کو قابل طباعت سمجھا جاتا ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ موسوعہ کی کمپوزنگ کا کام عام اُردو خواں حضرات سے نہیں لیا گیا ہے؛ بلکہ ایسے حضرات سے لیا گیا ہے، جو فقہی اصطلاحات، شخصیات، تعبیرات اور کتابوں کے ناموں سے ایک گونہ مانوس ہوں، اس لئے پوری کمپوزنگ اکیڈمی کے دفتر میں کرائی گئی ہے اور کمپوزنگ کے لئے بھی اُردو خط کے جدید ترین پروگرام سے فائدہ اُٹھایا گیا ہے۔

پھر یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ حروف کے حجم، صفحات کے سائز وغیرہ بالکل اصل کے مطابق ہوں، جہاں اکیڈمی نے ترجمہ کا کام کرایا ہے اور وہ اس کی علمی نگرانی کر رہی ہے، وہیں ''جینوین'' کو ایک تفصیلی معاہدہ کے تحت اس کی طباعت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے، جس نے کتاب کے سرورق کا ڈیزائن اور کاغذ اور طباعت کا معیار اصل کے مطابق یا اس کے قریب رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس موقع پر ہمیں بے ساختہ اکیڈمی کے بانی حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی یاد آتی ہے، جنھوں نے اس اہم علمی پراجکٹ پر توجہ کی، وزارت اوقاف سے اس کی منظوری حاصل فرمائی، مترجمین کا انتخاب کیا، بعض جلدوں پر خود نظر نہائی کی اور ان کی زندگی میں کئی جلدوں کا ترجمہ ہوا، نیز متعدد جلدوں پر نظر ثانی اور نظر نہائی کا کام مکمل ہو گیا، یہ ان کے اخلاص کی برکت ہے کہ ان کی وفات کے بعد بھی کسی وقفہ کے بغیر یہ عظیم علمی خدمت کا سلسلہ جاری رہا، اگر وہ اپنی آنکھوں سے اس کا مطبوعہ نسخہ دیکھتے تو یقیناً بے حد خوش ہوتے؛ لیکن ہمیں اُمید ہے کہ یہ عظیم فقہی خدمت ان کے لئے بہترین صدقۂ جاریہ ہوگی اور اگر ہاتف غیبی نے آج کی اس تقریب کی خبر اللہ کی قدرت سے ان کو پہنچائی ہو تو یقیناً ان کی روح بے حد مسرور وشاد کام ہوئی ہوگی۔

اخیر میں ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ بہ قول امجد حیدر آبادی :

جو کچھ ہوا ہے ، ہوا ہے کرم سے تیرے
جو بھی ہوگا ، تیرے کرم سے ہوگا

اکیڈمی، مسلمانانِ ہند اور پوری دنیا میں اُردو بولنے والے مسلمانوں کی طرف سے وزارت اوقاف کویت کا

شکریہ ادا کرتی ہے، ان کی خدمت میں جذبۂ سپاس پیش کرتی ہے، نیز ان تمام لوگوں کی بھی شکر گذار ہے، جنھوں نے کسی بھی جہت سے اس کام میں تعاون کیا ہے اور حصہ لیا ہے، اخیر میں دُعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس خدمت کو قبول فرمائے اور اکیڈمی کے کاروانِ علم وتحقیق کو اپنی منزل کی طرف رواں دواں رکھے۔

واللہ هو المستعان .

○ ○ ○